نقشِ

حیات امام محمد باقرؑ

ولادت : یکم رجب سنہ ۵۷ھ

شہادت : ۷ ذی الحجہ سنہ ۱۱۴ھ

نقشِ زندگانی امام محمد باقر علیہ السلام

ماہ رجب ۵۷ھ کی پہلی تاریخ تھی جب مطلع امامت پر یہ پانچواں چاند نمودار ہوا اور اس کی روشنی سے سارا مدینہ منور ہوگیا۔ قدرت کا یہ خاص اہتمام تھا کہ آپ کو سلسلۂ امامت کا پانچواں امام اور سلسلۂ عصمت کا ساتواں معصوم قرار دیا تو سن ولادت بھی ۵۷ رکھا تاکہ اس سے دونوں حقائق کی طرف اشارہ ہو جائے اور اس کے بعد عمر شریف بھی ۵۷ سال قرار دی جس سے سنۂ وفات کا معین کرلینا بھی بے حد آسان ہوگیا اور امامت و عصمت کی ابتدائی نسبت آخر تک محفوظ رہ گئی۔

اسم گرامی الہام خداوندی کے مطابق محمد قرار پایا جو سلسلۂ عصمت میں پیغمبرؐ کے بعد پہلی مرتبہ اختیار کیا گیا اور پھر اس کی علامت بن گیا کہ پیغمبرؐ کے بعد جس دین کے تعلیمات کو بنی امیہ کے مظالم نے تباہ کردینا چاہا تھا اس کا احیار کرنے والا ہمنام محمدؐ دنیا میں آگیا ہے اور اب ان تعلیمات کو محو نہیں کیا جاسکتا ہے۔

کنّیت ابوجعفر قرار پائی اور القاب باقر، شاکر اور ہادی وغیرہ قرار پائے جن میں سب سے زیادہ شہرت لقب باقر یا باقر علوم النبیین یا باقر علوم الاولین و الآخرین کو حاصل ہوئی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بقر کے معنی وا شگاف کرنے کے ہیں اور آپ نے اسرار و رموز علوم و فنون کو اس قدر وسعت دی ہے اور ان کی اس طرح تشریح کی ہے کہ دوسرے افراد کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ہے۔ حد یہ ہے کہ عالم اسلام کے امام اعظم بھی آپ کے خرمن علم کے خوشہ چینوں میں تھے اور انھوں نے بھی آپ کے علوم سے استفادہ کیا ہے اور انھیں مناسب مواقع پر آپ نے مفید ترین ہدایات دی ہیں۔

● آپ کے والد ماجد امام زین العابدینؑ علیؑ بن الحسینؑ اور آپ کی والدہ گرامی فاطمہ

بنت الحسنؑ تھیں اور اس اعتبار سے آپ کو ابن الخیرتین کہا جاتا ہے کہ آپ ماں باپ دونوں طرف سے ہاشمی اور علوی ہیں۔

● آپ کی ولادت کے وقت معاویہ بن ابی سفیان کا دورِ حکومت چل رہا تھا۔ ۶۰ھ میں معاویہ کی وفات ہوئی تو یزید کا دور شروع ہوا۔ ۶۴ھ میں یزید داصل جہنم ہوا تو ۶۵ھ میں اس کے فرزند معاویہ بن یزید اور مروان نے حکومت کی اور اس کے بعد ۶۵ھ سے ۸۶ھ تک عبدالملک بن مروان کا دورِ حکومت رہا۔ ۸۶ھ میں عبدالملک کا خاتمہ ہوا تو ۹۶ھ تک دس سال ولید بن عبدالملک نے حکومت کی۔ ولید کے بعد ۹۶ھ سے ۹۹ھ تک سلیمان بن عبدالملک حاکم رہا۔ ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز کی حکومت قائم ہوئی لیکن قوم اس کی قدرے منصفانہ روش کو برداشت نہ کرسکی اور یہ سلسلہ جلد ہی ختم ہوگیا جس کے بعد ۱۰۱ھ میں یزید بن عبدالملک حاکم بنا اور پھر ۱۰۵ھ میں ہشام بن عبدالملک کی حکومت قائم ہوگئی جس کا سلسلہ امامؑ کے آخر حیات تک قائم رہا، اور اسی نے آپ کو زہر دغا سے شہید کرایا۔ ہشام کا خاتمہ ۱۲۳ھ میں ہوا۔

● خاندانی اعتبار سے ۶۱ھ کے آغاز تک زندگی کے ۳½ سال آپ نے جد بزرگوار امام حسینؑ کے زیر سایہ گذارے۔ اس کے بعد ۹۵ھ تک تقریباً ۳۸ سال والد بزرگوار کے ساتھ رہے۔ اور ۹۵ھ کے بعد ۱۹ سال اپنا دورِ قیادت گذارا۔ جس میں اسلام کی تمام تر ذمہ داری آپ کے اوپر تھی اور آپ نے اسے بہ کمال حسن و خوبی انجام دیا۔

آپ کے بچپن کے چند واقعات سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ باقی تمام تفصیلات کا ذکر بنی امیہ کے مظالم کی نذر ہوگیا۔

۱۔ ایک مرتبہ آپ تقاضائے مصلحت الٰہیہ کی بنا پر کنویں میں گر گئے۔ اُس وقت امام سجادؑ محو نماز تھے اور اہلِ خانہ سب پریشان تھے۔ لیکن امامؑ نے نماز تمام کرنے کے بعد جب فرزند کو کنویں سے نکالا تو لباس بھی تر نہیں ہوا تھا۔ اس لیے کہ امام خشک و تر دونوں کا حاکم ہوتا ہے اور اس کی مرضی کے بغیر کوئی اسے متاثر نہیں کرسکتا ہے۔

۲۔ علامہ جامی کے نقل کے مطابق ایک شخص نے راہ حج میں سات سال کے بچے کو مکہ مکرمہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو حیرت زدہ ہوکر سوال کیا فرزند! تم کون ہو؟ کہاں جارہے ہو اور

زاد راہ کیا ہے؟ تو فرمایا میرا سفر من اللہ الی اللہ (اللہ سے اللہ کی طرف ہے)۔ میرا زادِ راہ تقویٰ ہے، اور میرا نام محمدؑ بن علیؑ بن الحسین بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ (شواہد النبوۃ)

● آپ کے امتیازات میں ایک امر یہ بھی ہے کہ رسول اکرمؐ نے جب جابر بن عبداللہ انصاری کو اپنے جانشین اور اولیاء امر کے نام بتائے تو آپ کا نام لے کر فرمایا کہ میرے اس وارث سے تمھاری ملاقات ہوگی تو میرا سلام کہہ دینا جس کے بعد جابر باوجود ضعیفی آپ کو ہر طرف تلاش کرتے رہے اور ایک دن امام سجادؑ کے ہمراہ جاتے ہوئے راستہ میں ملاقات ہوگئی تو آپ نے باپ کے حکم کے مطابق جابر کی پیشانی کو بوسہ دیا اور جابر نے گلے سے لگا کر رسول اکرمؐ کا سلام پہونچایا۔ (صواعق محرقہ)

اس سلام کے بارے میں اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ جس رسولؐ کو ساری دنیائے اسلام سلام کر رہی ہے اور جس کی بارگاہ تک کروڑوں مسلمان اپنا سلام پہونچانے کے لیے بے چین ہیں اس نے آپ کے نام سلام کہلوا بھیجا ہے اور اس طرح یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ دنیا میں کسی اور کو علیہ السلام کہا جاسکتا ہو یا نہیں۔ ائمہ طاہرینؑ اور آلِ رسولؐ کو بہرحال کہا جاسکتا ہے کہ اپنی زندگی میں خود رسول اکرمؐ دس مہینہ تک ان کے دروازے پر سلام کرنے کے لیے آئے اور اپنے بعد آنے والے کو سلام کہلوا بھیجا۔

● اسی کمسنی میں آپ نے ۲۸ رجب سنہ ۶۰ھ سے ۸ ربیع الاول سنہ ۶۲ھ تک کے کربلا و کوفہ کے مصائب برداشت کیے اور کسی لمحہ بھی دامن صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ورنہ ایسے مصائب کو بڑے بڑے انسان برداشت نہیں کرسکتے ہیں تو بچوں کا کیا تذکرہ ہے خصوصیت کے ساتھ تین روز کی تشنگی خود کربلا کے میدان میں اور پھر مسلسل بھوک اور پیاس کوفہ و شام کے راستوں اور قیدخانوں میں۔

● سنہ ۸۰ھ میں آپ نے پہلا تاریخی کارنامہ انجام دیا جو اسلامی تاریخ سے محو نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سنہ ۸۰ھ تک مسلمانوں میں رومی سکے رائج تھے اور عیسائی افراد ان سکوں کے ذریعہ اپنے عقائد کی ترویج کر رہے تھے۔ عبدالملک نے اپنے دورِ حکومت میں ان سکوں کو ترک کرکے ان پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ لکھنے کا حکم دے دیا۔ اس کی اطلاع قیصر روم کو ملی تو اس نے روک دیا اور

اس سلسلہ میں رشوت بھی دینا چاہی لیکن عبدالملک نے قبول نہیں کی جس کے بعد اس نے تہدید کی کہ اگر میرے سکوں کی شکل بگاڑ کر اس پر کلمہ لکھ لیا گیا تو میں اسلام اور رسول اسلامؐ کے بارے میں گالیاں لکھوا کر سکے رائج کردوں گا جسے سُن کر عبدالملک کے ہوش و حواس اڑ گئے اور اس نے بعض مشیروں کے کہنے کی بنا پر مجبوراً امام محمد باقرؑ کی طرف رجوع کیا اور آپ نے فرمایا کہ سفیر روم کو روک لیا جائے اور نئے سکے اس انداز کے ڈھالے جائیں جن کے سانچے ایسے ہوں اور وزن اس قدر ہو۔ ان سکوں کے ایک طرف کلمہ توحید ہو اور دوسری طرف کلمۂ رسالت اور سنہ ایجاد بھی لکھ دیا جائے اور انھیں فوراً رائج کر دیا جائے اور رومی سکوں کو لغو قرار دے دیا جائے۔ چنانچہ عبدالملک نے ایسا ہی کیا اور یہ سارا کام مکمل ہو جانے کے بعد سفیر روم کو آزاد کیا گیا اور قیصر روم کو اطلاع کردی گئی کہ اب حکومت اسلامی میں رومی سکے لغو ہوچکے ہیں اور نئے سکے رائج ہوچکے ہیں لہٰذا اسلام کو کسی طرح کا کوئی خطرہ نہیں رہ گیا ہے اور یہ سارا کام امام محمد باقرؑ کے مشورہ کے مطابق انجام دیا گیا ہے۔ قیصر روم اس خبر کو سُن کر دنگ رہ گیا اور اسے اندازہ ہوگیا کہ خانوادۂ رسالت کے علاوہ کوئی اس الٰہی سیاست کا وارث نہیں ہوسکتا ہے جس نے مسیحیت کو پھر ایک مرتبہ شکست دے کر مباہلہ کی صداقت اور فتح کا اعلان کر دیا۔ (حیوٰۃ الحیوان دمیری)

ان تمام احسانات کے باوجود جب عبدالملک کا بیٹا ولید حاکم ہوا تو اس نے بنی ہاشم پر بے پناہ ظلم کیے اور یہاں تک طے کر دیا کہ ان کے مکانات منہدم کرکے مسجد میں شامل کر دیے جائیں اور اگر بخوشی دینے کے لیے تیار نہ ہوں تو مکانات میں آگ لگا دی جائے۔ چنانچہ ایک مرتبہ پھر حسن مثنیٰ کے دروازہ پر تاریخی آگ اور لکڑیوں کا منظر دیکھنے میں آیا جس کے بعد بنی ہاشم نے مکانات خالی کر دیے اور ان کے مکانات بے نشان کر دیے گئے جب کہ حضرت عمرؓ کے خاندان والوں سے حفصہ کا مکان واپس نہیں لیا گیا اور ان کے قبضہ کو برقرار رہنے دیا گیا۔ یہ واقعہ سنہ ۹۱ھ کا ہے۔

● سنہ ۹۵ھ میں امام سجادؑ کی شہادت ہوگئی تو اس کے بعد آپ کے علمی خدمات کا سلسلہ شروع ہوگیا جس کا ذکر کمالات اور کرامات کے ذیل میں آئے گا۔

اخلاق حسنہ

محمد بن المنکدر صوفی مسلک انسان تھا اس نے امام کو ضعیفی کے عالم میں دو اشخاص پر

تکیہ کیے ہوئے باہر جاتے دیکھا تو طنز کیا کہ بنی ہاشم کے شیوخ بھی کسب دنیا کے لیے مرے جارہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کسب معاش کسب دنیا نہیں ہے اطاعت الٰہی ہے۔ میں اس وقت مر بھی جاؤں تو یہ موت اطاعت الٰہی میں ہوگی۔

● آپ کسی وقت خندہ فرماتے تھے تو فوراً کہتے تھے "اللّٰھم لا تمقتنی" (خدایا! مجھ سے ناراض نہ ہونا) یہ دنیا واقعتاً اس قابل نہیں ہے کہ یہاں کوئی انسان خوش ہوسکے۔ خصوصیت کے ساتھ جسے ہر وقت آخرت کا خیال ہو، اس کی ہنسی بھی مصلحت امت کی خاطر ہوسکتی ہے ورنہ اس کی زندگی میں ہنسی اور مسرّت کہاں؟

شہادت

۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ کو ہشام بن عبدالملک نے آپ کو زہر دغا سے شہید کرادیا اور آپ اپنے بزرگوں کی طرح جام شہادت نوش فرما کر دنیا سے رخصت ہوگئے۔

انتقال سے پہلے اپنے فرزند امام جعفر صادقؑ کو غسل و کفن وغیرہ سے متعلق وصیتیں فرمائیں اور خصوصیت کے ساتھ یہ وصیت فرمائی کہ میرے مال میں سے ۸۰۰ درہم میری عزاداری کے لیے مخصوص کردیے جائیں اور دس سال تک حج کے موقع پر منیٰ کے میدان میں میرا غم منایا جائے۔ چونکہ اس تاریخ کو عام طور سے حجاج اس علاقہ میں رہتے ہیں اور سارا عالم اسلامی حج بیت اللہ کے لیے اکٹھا ہوتا ہے۔ اس طرح لوگوں کو حکام وقت کے مظالم اور آل محمدؐ کے فضائل و کمالات اور ان کے احکام و تعلیمات کا علم ہوتا رہے گا اور یہ دین کی ترویج کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس واقعہ سے عزاداری کے اہتمام اور اس کے اخراجات پر بھی واضح طور پر روشنی پڑتی ہے۔

نقش انگشتر

العزۃ للہ　　یا العزّۃُ للہ جمیعًا

ایک انگشتری اپنے جد بزرگوار امام حسینؑ سے حاصل کی تھی جس کا نقش تھا ان اللہ بالغ امرہ۔

دلائلِ امامت

اعترافات

● امام محمد باقرؑ عبادت، علم اور زہد وغیرہ میں اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ کی مکمل تصویر تھے۔ (صواعق محرقہ)

● آپ علم، زہد، تقویٰ، طہارت، صفائے قلب اور دیگر محاسن میں اس درجہ پر فائز تھے کہ ان محاسن کو آپ کی ذات گرامی سے امتیاز حاصل ہوا۔ (مطالب السئول)

● آپ تابعین کے تیسرے طبقہ میں تھے اور بہت بڑے عالم، عابد اور ثقہ تھے۔

(ابن شہاب زہری، امام نسائی)

● کسی کے سامنے علماء اتنے چھوٹے نہیں دکھائی دیے جتنے آپ کے سامنے دکھائی دیے۔ حد یہ ہے کہ حکم جیسا عالم بھی آپ کے سامنے سپر انداختہ تھا۔ (ارجح المطالب)

● امام محمد باقرؑ کے فضائل لکھنے کے لیے ایک مکمل کتاب درکار ہے۔ (روضۃ الصفاء)

● آپ عظیم الشان امام اور مجمع جلال و کمال تھے۔ (فصل الخطاب)

● علم دین، احادیث، علم سنن اور تفسیر قرآن کے جتنے ذخیرے آپ سے ظاہر ہوئے ہیں، اتنے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی اولاد میں کسی سے نہیں ظاہر ہوئے۔ (نور الابصار)

● آپ کے علمی فیوض و برکات و کمالات سے بے بصیرت اور دیوانے کے علاوہ کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ (ابن حجر مکی)

● آپ علامۂ دوراں اور سید کبیر الشان تھے۔ علوم میں متبحر اور وسیع الاطلاع تھے۔ (وفیات الاعیان)

● آپ بنی ہاشم کے سردار تھے اور تبحر علمی کی بنا پر باقر کے لقب سے مشہور ہوئے کہ علوم کی تہہ تک پہونچ کر اس کے حقائق کو نکال لیتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ذہبی)

● آپ کے علمی تذکرے ساری دنیا میں مشہور ہیں اور مالک جہنی نے آپ کی شان میں اشعار بھی لکھے ہیں۔ (الاتحاف شبراوی)

● امام ابوحنیفہ کے معلومات کا بڑا ذخیرہ حضرت کا فیض صحبت تھا۔ امام صاحب نے ان کے فرزند رشید حضرت جعفر صادقؑ کے فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے۔ (سیرۃ النعمان)

آپ سے انسانوں کی طرح جنات بھی علمی استفادہ کیا کرتے تھے جیسا کہ راوی نے بارہ افراد کو دیکھ کر حضرت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اصل میں جنات ہیں۔ (شواہد النبوۃ)

علمی کمالات

● علامہ شبراوی کا بیان ہے کہ آپ نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا کہ اگر آپ قیاس سے شریعت طے کر لیتے ہیں تو ان سوالات کے جوابات دیجیے:

۱۔ پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟ انھوں نے کہا، منی ـــ فرمایا، پیشاب صرف دھونے سے کیوں پاک ہو جاتا ہے اور منی میں غسل کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟

۲۔ قتل بڑا جرم ہے یا زنا؟ ـ کہا قتل ـ فرمایا پھر قتل میں دو گواہ کیوں کافی ہیں اور زنا میں چار گواہوں کی ضرورت کیوں ہے؟

۳۔ نماز کی عظمت زیادہ ہے یا روزہ کی؟ ـ کہا نماز کی ـ فرمایا پھر حائضہ عورت پر روزہ کی قضا کیوں واجب ہے اور نماز کی قضا کیوں واجب نہیں ہے؟

امام ابوحنیفہ نے جہالت کا اعتراف کر لیا اور جواب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں جواب بتائے دیتا ہوں لیکن آئندہ دین خدا میں قیاس سے کام نہ لیجیے گا۔ یاد رکھیے کہ پیشاب کا تعلق صرف مثانہ سے ہوتا ہے اور منی پورے جسم کی طاقت کا نچوڑ ہے اس لیے منی میں پورے جسم کا غسل واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح قتل میں ایک مجرم ہوتا ہے اور ایک مقتول، تو دو گواہ کافی ہیں لیکن زنا میں دو مجرم ہوتے ہیں لہذا چار گواہ درکار ہیں۔

حائضہ کو روزہ سے صرف ایک مہینہ میں دو چار ہونا پڑتا ہے لہذا اس کی قضا آسان ہے اور نماز ہر ماہ ترک ہوتی ہے لہذا اس کی قضا مشکل ہے۔ پھر روزہ کے ساتھ زندگی کے دوسرے

کام ہو سکتے ہیں لیکن نماز کے ساتھ دوسرے کام نہیں ہو سکتے ہیں۔ (اتحاف)

● علامہ شبلنجی کا بیان ہے کہ علا ابن عمر بن عبید نے آپ سے اس آیت کے معنی دریافت کیے کہ زمین و آسمان جڑے ہوئے تھے ہم نے دونوں کو الگ کر دیا اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دونوں کے راستے بند تھے۔ جب کھول دیے گئے تو آسمان سے پانی برسنے لگا اور زمین سے غلہ پیدا ہونے لگا۔ (نور الابصار)

● طاؤس یمانی نے آپ سے دریافت کیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کا تھوڑا حلال ہے اور زیادہ حرام ـ؟ فرمایا وہ نہر طالوت کا پانی تھا جو صرف ایک چلّو تک حلال تھا اور زائد حرام ـ پوچھا وہ کون روزہ تھا جس میں کھانا پینا جائز تھا؟ فرمایا جناب مریم کا روزہ تھا جس میں صرف بات کرنے کی پابندی تھی۔

پھر دریافت کیا کہ وہ کون سی شے ہے جو کم ہوتی ہے بڑھتی نہیں ہے؟ فرمایا وہ عمر ہے ـ پوچھا وہ کون سی شے ہے جو بڑھتی ہے گھٹتی نہیں؟ فرمایا وہ سمندر کا پانی ہے ـ کہا وہ کون سی چیز ہے جو صرف ایک مرتبہ فضا میں بلند ہوئی؟ فرمایا وہ کوہ طور ہے جو بنی اسرائیل کے سروں پر مسلط کیا گیا تھا۔ عرض کی وہ کون لوگ ہیں جن کی سچی گواہی بھی جھوٹ قرار پائی؟ فرمایا وہ منافقین ہیں جو رسولؐ کو رسول کہتے تھے لیکن خدا نے انھیں جھوٹا قرار دیا ہے۔ پوچھا عالم انسانیت کا ¼ حصہ کب ہلاک ہوا؟ فرمایا کبھی نہیں البتہ ¼ حصہ اس دن ختم ہوا ہے جس دن قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا کہ اس وقت صرف چار افراد کی آبادی تھی ـــ کہا انسانی نسل کس طرح آگے بڑھی؟ فرمایا کہ جناب حوا کے بطن سے جناب شیثؑ پیدا ہوئے اور انھیں سے نسل آدمؑ آگے بڑھ گئی۔!

کرامات

● ایک شخص نے دروازہ پر دق الباب کیا اور کنیز دروازے کے پاس آئی تو اس کی طرف سبقت کرنا چاہی۔ آپ نے اندر سے آواز دی۔ خبردار! دیوار ہمارے درمیان حجاب نہیں بنتی ہے۔ خوف خدا پیدا کرو اور ایسے اقدامات مت کیا کرو۔

● ایک شخص نے اپنے بالوں کی سفیدی کا شکوہ کیا تو آپ نے دستِ شفقت پھیر دیا اور سارے بال سیاہ ہو گئے۔

● ابوبصیر آپ کے نابینا صحابی تھے۔ انھوں نے بصارت کی درخواست کی تو آپ نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر بینا بنا دیا۔

● ایک کوفی نے کہا کہ آپ کے پاس فرشتے آتے ہیں جو دوست و دشمن کا پتہ بتا دیتے ہیں فرمایا تیرا کام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ گندم فروشی۔ فرمایا غلط ہے۔ اس نے کہا کبھی کبھی جَو بھی بیچتا ہوں۔ فرمایا یہ بھی غلط ہے تو صرف خرمہ کا کاروبار کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔ فرمایا اسی فرشتہ نے بتایا ہے جو دوست اور دشمن کا پتہ بتاتا ہے اور دیکھ تین دن کے بعد تو اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

● ایک دن آپ نے فرمایا کہ اگلے سال یہاں مدینہ پر نافع بن ازرق حملہ کرے گا اور تم لوگ دفاع نہ کر سکو گے اور ایسا ہو کر رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

● آپ نے جناب زید کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ کوفہ میں قیام کریں گے اور بالآخر قتل کیے جائیں گے اور ان کے سر کی تشہیر ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (شواہد النبوۃ۔ نور الابصار)

● ہشام بن عبدالملک نے آخر دورِ حکومت میں حج کیا تو اتفاق سے وہاں امام باقرؑ اور امام صادقؑ بھی موجود تھے۔ امام صادقؑ نے فضائل آلِ محمدؐ کے بارے میں خطبہ پڑھا تو وہ سخت ناراض ہوا اور واپس جا کر آپ کو شام طلب کر لیا۔ دونوں حضرات تشریف لے گئے تو تین دن دربار میں حاضری کا موقع نہیں دیا۔ چوتھے دن تشریف لے گئے تو کہا کہ تیراندازی کیجیے۔ امام باقرؑ نے فرمایا کہ میں ضعیف ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا کہ یہ کام تو کرنا ہی ہے۔ چنانچہ آپ نے تیر کمان لے کر ٹھیک نشانے پر تیر لگا دیا اور فرمایا کہ ہم آلِ محمدؐ کا مقابلہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ حضرات اس قسم کے دعویٰ کیا کرتے ہیں۔ آپ کے جد حضرت علیؑ بھی علم غیب کے مدعی تھے۔ فرمایا اس میں حیرت کیا ہے۔ سارا خشک و تر قرآن مجید میں موجود ہے اور قرآن امام مبین کے سینے میں رکھا گیا ہے اور وہ امام مبین تھے۔ (جلاء العیون)

● ہشام نے اہلِ دربار سے کہا کہ میں محمد باقرؑ کو ذلیل کروں گا اور جب میں خاموش ہو جاؤں

تو تم لوگ تذلیل کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب سب اپنی حرکتیں کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ: بادشاہ ہم کو خدا نے عزت دی ہے اور جس کو خدا عزت دیتا ہے اسے کوئی ذلیل نہیں کر سکتا ہے۔ آخرت بہرحال صاحبانِ تقویٰ کے لیے ہے۔ یہ سُن کر ہشام کو غصہ آ گیا اور اس نے آپ کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ قید خانہ میں پہونچ کر آپ نے قیدیوں کے درمیان ایسی تقریر کی کہ اس کی گونج باہر تک سُنائی دی اور لوگوں نے ہشام سے کہا کہ یہ اس علاقہ میں رہے تو انقلاب برپا ہو جائے گا تو اس نے آپ کو مدینہ روانہ کر دیا اور حکم دے دیا کہ راستہ میں کھانا پانی نہ دیا جائے۔ آپ راستہ طے کرتے ہوئے مدین پہونچے۔ وہاں بھی لوگوں نے سامان دینے سے انکار کر دیا۔ آپ نے پہاڑ پر جا کر بددعا کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے قوم کو پکار کر کہا کہ اس جگہ جناب شعیب نے بددعا کی تھی۔ خبردار! اب عذاب نازل ہونے والا ہے تو لوگوں نے گھبرا کر سامان دے دیا اور آپ آگے بڑھ گئے۔ (جلاء العیون)

● شام کی قید سے رہا ہونے کے بعد آپ مدینہ جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک مقام پر مجمع کثیر دکھائی دیا۔ آپ اُدھر بڑھ گئے اور حالات دریافت کیے۔ لوگوں نے کہا کہ آج عالم نصاریٰ کی زیارت کا دن ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ راہب دیر سے برآمد ہوا اور حضرت کو دیکھ کر مدہوش ہو گیا۔ پوچھا کہ آپ کا تعلق کس امت سے ہے؟ فرمایا امتِ مرحومہ سے۔ کہا اس کے عالموں میں ہیں یا جاہلوں میں؟ فرمایا میں جاہل نہیں ہوں۔ کہا کیا کوئی سوال کرنے آئے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ تو پھر میں سوال کر سکتا ہوں؟ فرمایا بے شک!

اس نے کہا کہ شب و روز میں کون سا وقت ہے جس کا شمار ساعاتِ دنیا میں نہیں ہے؟ فرمایا وہ طلوعِ فجر اور طلوعِ آفتاب کے درمیان کا وقفہ ہے جس کا شمار دن و رات دونوں میں ہوتا ہے۔ یہ جنت کا وقت ہے جس وقت بیمار کو سکون مل جاتا ہے، رات بھر کے جاگے کو نیند آ جاتی ہے اور اہلِ آخرت میں ذوقِ بندگی بیدار ہو جاتا ہے۔

اس نے کہا کہ آپ حضرات کا عقیدہ ہے کہ جنت کی غذاؤں کے استعمال کے بعد بھی پیشاب پائخانہ کی ضرورت نہ ہو گی تو کیا دنیا میں اس کی کوئی مثال ہے؟ فرمایا کہ بچہ شکمِ مادر میں غذا کھاتا ہے اور ان ضروریات سے بے نیاز رہتا ہے۔ پھر دریافت کیا کہ جنت کی نعمتیں

استعمال سے کم نہ ہوں گی اس کی کوئی مثال ہے؟ فرمایا کہ ایک چراغ سے لاکھوں چراغ جل جاتے ہیں اور روشنی میں کمی نہیں آتی ہے۔ کہا وہ دو شخص کون سے ہیں جو ایک ساتھ پیدا ہوئے اور ایک ساتھ مرے لیکن ایک کی عمر ۵۰ سال تھی اور دوسرے کی ۱۵۰ سال۔ فرمایا وہ عزیز و عزیر تھے جن میں عزیر کو خدا نے درمیان میں سو سال کے لیے مُردہ بنا دیا پھر زندہ کر دیا اور اب دونوں بھائی ایک ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے تو عمر میں سو سال کا فرق تھا۔ راہب یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا اور کہا کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے اور نہ میں اب کسی کے سوال کا کوئی جواب دوں گا اور یہ کہہ کر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ (جلاء العیون مجلسیؒ)

ازواج و اولاد

شیخ مفیدؒ وغیرہ کے بیان کے مطابق آپ کی سات اولاد تھی۔

امام جعفر صادقؑ اور عبداللہ۔ اور ان دونوں کی والدہ جناب فاطمہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں۔

ابراہیم اور عبداللہ۔ ان دونوں کی والدہ ام حکیم بنت اسد بن مغیرہ الثقفی تھیں۔

علی، زینب۔ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام سلمہ۔ ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

بظاہر آپ کی اولاد صرف امام جعفر صادقؑ سے آگے بڑھی ہے۔ اگرچہ تاریخوں میں عبداللہ کے ایک فرزند اسماعیل کا بھی ذکر ہے جنھیں امام صادقؑ کے اصحاب میں شمار کیا گیا ہے، اور ایک دختر تھیں جنھیں ام خیر کہا جاتا تھا۔ اور علی بن باقر کی ایک صاحبزادی فاطمہ کا ذکر بھی ہے جن سے امام موسیٰ بن جعفرؑ نے عقد فرمایا تھا، اور ام سلمہ کے ایک فرزند اسماعیل بن محمد ارقط کا ذکر بھی ہے جنھوں نے ابو السرایا کے ساتھ خروج کیا تھا۔ واللہ اعلم

اصحاب و تلامیذ

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایات اخذ کرنے والوں میں صحابہ میں جناب جابر بن عبداللہ

انصاری۔ تابعین میں جابر بن یزید الجعفی، کیسان السجستانی۔ فقہاء میں ابن المبارک، زہری، ابوحنیفہ، مالک، شافعی، اوزاعی، زیاد بن المنذر اور بہت سے مورخین اور مفسرین کا نام آتا ہے۔ لیکن آپ کے واقعی اصحاب اور تلامذہ میں یہ حضرات خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

جابر بن عبداللہ انصاری، جابر بن یزید الجعفی، زرارہ، عامر بن عبداللہ بن شریک العامری، فضیل بن یسار البصری، سلام بن المستنیر، برید بن معاویہ، حکیم بن ابی نعیم، محمد بن مسلم الثقفی، عبداللہ بن ابی یعفور، زیاد بن المنذر ابو الجارود، زیاد بن ابی رجاء ابو عبیدہ الحذاء، زیاد بن سوقہ، زیاد بن ابی زیاد المنقری، زیاد الاحلام، ابو بصیر یحییٰ بن ابی القاسم مکفوف (اسحاق)، حمران، بکیر، عبدالملک، عبدالرحمان بن اعین، محمد بن اسماعیل بن بزیع، عبداللہ بن المیمون القداح، محمد بن مروان الکوفی، اسماعیل بن الفضل الہاشمی از اولاد نوفل بن الحارث، ابو ہارون المکفوف، ظریف بن ناصح، سعید بن الاسکاف الدولی، اسماعیل بن جابر الخثعمی الکوفی، عقبہ بن بشیر الاسدی، اسلم المکی، ابو بصیر لیث بن البختری المرادی، کیمت بن زید الاسدی، ناجیہ بن عمارہ الصیداوی، معاذ بن مسلم النحوی۔ بشیر الرجال وغیرہ۔

ان میں سے محمد بن اسماعیل بن بزیع کے بعد کے تمام افراد کا شمار اصحاب امام صادقؑ میں بھی ہوتا ہے اور ان حضرات نے دونوں ائمہؑ سے استفادہ کیا ہے۔

ذیل میں مذکورہ بالا اصحاب میں سے بعض کے اجمالی حالات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے:

۱۔ جابر بن عبداللہ الانصاری

رسول اکرمؐ کے اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے سلام کے حامل تھے۔ آپ کے ہمراہ بدر اور دیگر معارک میں شریک رہے ہیں۔ ان کے والد بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ دوسری بیعت عقبہ میں جابر خود بھی شریک تھے۔ امیر المومنینؑ کے مخلصین میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ روز اربعین ۶۱ھ امام حسینؑ کے سب سے پہلے زائر یہی ہیں جن کی زیارت اربعین کا تذکرہ کتب مقاتل و زیارات میں موجود ہے۔

۲۔ ابو بصیر لیث بن البختری المرادی

نہایت درجہ ثقہ اور معتبر تھے۔ امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ میرے باپ کی فقہ کو چار افراد نے محفوظ رکھا ہے۔ ابو بصیر، زرارہ، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ العجلی۔

۳۔ ابوبصیر عبداللہ بن محمد الاسدی

یہ اُن چھ اصحاب میں ہیں جنھیں افقہ کہا گیا ہے۔ ابوبصیر اسدی، محمد بن مسلم، فضیل بن یسار، برید العجلی، زرارہ اور ابوبصیر المرادی۔

۴۔ ابوبصیر یحییٰ بن القاسم الاسدی

باپ کا نام اسحاق تھا۔ خود نابینا تھے اور نہایت درجہ ثقہ اور مرد فقیہ تھے۔ بعض حضرات نے چھ فقہاء میں ان کا شمار کیا ہے اور نقل کیا ہے کہ امام صادقؑ نے اپنی عدم موجودگی میں ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا تھا۔

۵۔ زرارہ بن اَعْیَن

نہایت درجہ مرد دانا، فقیہ، متکلم، ادیب اور ثقہ تھے۔ ایک مرتبہ امام صادقؑ کی بزم میں ان کا ذکر آیا تو آپ نے اس انداز سے تذکرہ کیا جس سے پہلوئے ذم نکلتا تھا۔ انھیں اطلاع ملی تو اپنے فرزند کو حضرت کی خدمت میں دریافت حال کے لیے بھیجا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے واقعی دوست ہو لیکن کیا کروں دنیا میرے دوستوں کی دشمن ہے۔ لہٰذا میں اس طرح ذکر کرتا ہوں کہ میری دوستی کا اظہار نہ ہو، اور اس طرح میرے چاہنے والے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہیں۔

واضح رہے کہ زرارہ چار بھائی تھے۔ زرارہ، حمران، بکیر، عبدالرحمان۔ اور یہ سب کے سب نہایت درجہ مخلص قسم کے شیعہ تھے اور کسی کے بارے میں انحراف کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔

۶۔ محمد بن مسلم ثقفی کوفی

امام باقرؑ و صادقؑ کے نہایت مخلص صحابی تھے۔ امام باقرؑ سے تیس ہزار اور امام صادقؑ سے ۱۶ ہزار حدیثیں اخذ کی ہیں۔ امام باقرؑ نے ایک مرتبہ تواضع و انکساری کا حکم دے دیا تو خرمہ فروشی شروع کر دی اور اس کے بعد آٹا پیسنے لگے جس کی بنا پر انھیں طحان بھی کہا جاتا ہے۔

ابوکہمش کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ قاضی ابولیلیٰ نے محمد بن مسلم کی شہادت کو رد کر دیا ہے۔ تم کوفہ جانا تو ابولیلیٰ سے مل کر تین سوال کرنا اور کہنا کہ شرط یہ ہے کہ جواب حدیثِ رسولؐ سے ہو:

۱۔ فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں شک ہو تو کیا کرنا چاہیے۔؟

۲۔ بدن یا کپڑا پیشاب سے نجس ہو جائے تو کس طرح پاک کیا جائے۔؟

۳۔ رمی جمرات میں سات میں سے ایک کنکری گر جائے تو کیا کیا جائے۔؟

ابوکہمش نے امامؑ کے قول پر عمل کیا اور جب ابولیلیٰ جواب نہ دے سکا تو کہا کہ یہ سوالات امام صادقؑ نے تعلیم فرمائے ہیں اور فرمایا ہے کہ جب تجھے سنت رسولؐ کا علم نہیں ہے تو محمد بن مسلم کی شہادت کے رد کرنے کا کیا حق ہے۔ ابولیلیٰ سخت نادم ہوا اور محمد بن مسلم کی گواہی کو نافذ کر دیا۔

● دوسری مرتبہ امامؑ کے دو نمائندے شریک قاضی کے پاس گئے اور دو سوالات کیے، قصر کی مسافت کیا ہے اور جمعہ کی شرط کیا ہے۔؟ اور جواب حدیث سے مانگا اور جب وہ جواب نہ دے سکا تو کہا کہ ہم سے محمد بن مسلم نے امام باقرؑ کے واسطے سے یہ حدیث رسولؐ بیان کی ہے کہ قصر دو برید (نامہ بر) کی مسافت پر واجب ہوتا ہے اور جمعہ پانچ افراد کے اجتماع پر واجب ہوتا ہے جس میں ایک امام ہوتا ہے۔ شریک اس جلالت علمی کو سن کر حیرت زدہ رہ گیا۔

۷۔ جابر بن یزید الجعفی

کوفہ کے رہنے والے تھے لیکن امام باقرؑ کی خدمت میں آکر مدینہ میں رہ گئے تو حضرت نے فرمایا کہ اپنے کو کوفہ کا مت کہنا مدینہ کا بتانا ورنہ لوگ اذیت کریں گے۔ عرض کی کہ یہ غلط بیانی تو نہیں ہے ؟۔ فرمایا ہرگز نہیں! جب تک تم مدینہ میں ہو مدینہ کے رہنے والے ہو۔ اس میں غلط بیانی کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

نعمان بن بشیر راوی ہیں کہ ایک شخص نے جابر کو ایک خط لا کر دیا۔ انھوں نے آنکھوں سے لگایا اور کھول کر پڑھا اور افسردہ ہوئے اور کوفہ روانہ ہو گئے۔ وہاں پہونچ کر عجیب و غریب حرکات کرنے لگے کہ ایک لکڑی پر گھوڑے کی طرح سوار ہو کر بچوں کے ساتھ دوڑنے لگے۔ لوگوں نے کہا کہ جابر دیوانے ہو گئے ہیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد ہشام بن عبدالملک کا فرمان کوفہ کے حاکم کے پاس آیا کہ جابر کو قتل کر کے ان کا سر بھیج دو۔ اس نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک مرد فقیہ تھے لیکن فی الحال پاگل ہو گئے ہیں۔ انھیں قتل کرنے سے کیا فائدہ

ہے ؟۔ چنانچہ اس نے اپنی رائے بدل دی اور امامؑ کے خط کی مصلحت سامنے آگئی اور یہ معلوم ہوگیا کہ ائمہ طاہرینؑ کس طرح اپنے چاہنے والوں کی زندگیوں کا تحفظ کیا کرتے تھے اور محبان آل محمدؐ کے لیے عرصۂ حیات کس قدر تنگ ہوگیا تھا۔ جابر کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا ہے یعنی امام محمد باقرؑ کے چودہ سال کے بعد۔

اقوال حکیمانہ

بہترین امتزاج یہ ہے کہ علم کو حلم کے ساتھ ملا دیا جائے۔

مکمل کمال دین میں فقاہت، مصائب پر صبر اور معیشت کی تقدیر یعنی آمد و خرچ کے توازن کا حساب رکھنا ہے۔

بیس سال کی ہمراہی قرابت کا درجہ پیدا کر لیتی ہے۔

تین چیزیں دنیا اور آخرت کے مکارم میں ہیں: ظلم کرنے والے کو معاف کر دینا، قطع تعلقات کرنے والوں سے صلۂ رحم کرنا، اور جاہلوں کی جہالت کو برداشت کرنا۔

جو خود اپنے نفس کو موعظہ نہ کر سکے اسے دوسروں کا موعظہ فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔

کتنے لوگ ایسے ہیں جو لوگوں سے خوشامد میں کہتے ہیں کہ خدا تمھارے دشمن کو ذلیل کرے حالانکہ ان کا دشمن خود خدا ہی ہوتا ہے۔

جس عالم کے علم سے فائدہ اٹھایا جائے وہ ستر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

واضح رہے کہ ائمہ طاہرینؑ کے ارشادات میں علماء کے مراتب پر بے حد زور دیا گیا ہے اور ان کی مصاحبت اور ان سے علمی استفادہ کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ رسول اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ جنازہ میں شرکت کرنا افضل ہے یا مجلس عالم میں؟ فرمایا کہ اگر جنازہ اٹھانے والے موجود ہیں تو مجلس عالم میں شرکت افضل ہے ہزار جنازوں میں شرکت، ہزار مریضوں کی عیادت، ہزار شب کی نماز، ہزار روز کے روزے، ہزار درہم صدقہ اور ہزار حج مستحب سے۔

عالم کے ساتھ غیر جامع مسجد میں نماز ہزار رکعت کے برابر ہے اور مسجد جامع میں ایک لاکھ رکعت کے برابر۔

عالم کو صدقہ دینا سات ہزار گنا ثواب رکھتا ہے۔

نو زائیدہ رئیسوں سے حاجت طلب کرنا سانپ کے منھ سے درہم نکالنا ہے کہ ضرورت بھی ہے اور خطرہ بھی ہے۔

نیکیوں کے چار خزانے ہیں: (۱) حاجت کا پوشیدہ رکھنا۔ (۲) صدقہ کا چھپا کر دینا۔ (۳) درد کا اظہار نہ کرنا۔ (۴) مصیبت کا بیان نہ کرنا۔

مجموعہ ورام کی روایت ہے کہ احنف نے اپنے چچا صعصعہ سے درد دل کی شکایت کی تو انھوں نے فرمایا، فرزند! اپنے حالات کی شکایت مت کیا کرو کہ دوست سے کہوگے تو رنجیدہ ہوگا اور دشمن سے کہوگے تو خوش ہوگا۔ پھر ان لوگوں سے کیا کہنا ہے جو خود اپنے درد کا علاج نہیں کر سکتے ہیں۔ کہنا ہے تو اس سے کہو جس نے درد دیا ہے اور وہی رفع کرنے پر قادر ہے۔ دیکھو میری ایک آنکھ چالیس سال سے کام نہیں کر رہی ہے لیکن میں نے آج تک اپنی زوجہ سے بھی اس کی شکایت اور فریاد نہیں کی ہے۔

خبردار! کسل مندی اور بے قراری سے دور رہنا کہ کسل مند آدمی کسی کے حقوق نہیں ادا کر سکتا ہے اور بے قرار آدمی حق پر صبر نہیں کر سکتا ہے۔

اس مقام پر ایک دلچسپ حکایت ابوالحجاج اقصری کے بارے میں مشہور ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ آپ کا استاد کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ ابوجعران۔ (ابوجعران وہ کیڑا ہے جو غلاظت کو ڈھکیل کر سوراخ تک لے جاتا ہے)۔ لوگوں نے حیرت زدہ ہو کر کہا کہ مذاق نہ کیجیے۔ انھوں نے کہا کہ میں حقیقت کہہ رہا ہوں اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک رات میں نے اس کیڑے کو ایک چراغ کے اسٹول پر چڑھتے دیکھا۔ لیکن اس کے چکنے ہونے کی بنا پر بار بار گر جاتا تھا۔ میں تا دیر دیکھتا رہا اور یہ دیکھا کہ اس نے سات سو مرتبہ کوشش کی اور ناکام رہا یہاں تک کہ میں نماز صبح کے لیے چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اس کو روشنی کے قریب اسٹول کے اوپر پایا اور یہ طے کر لیا کہ کسل مندی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا ہے اور مسلسل کوشش ایک دن بہرحال کامیابی سے ہمکنار بنا دیتی ہے۔

● تواضع یہ ہے کہ محفل میں اپنے مرتبہ سے کم تر جگہ پر بیٹھے۔ جو سامنے آجائے اُسے سلام

کرے اور حق بجانب ہونے کے باوجود بحث و مباحثہ نہ کرے۔

● حیا اور ایمان ایک ہی رشتہ کے دو گوہر ہیں۔ ایک رخصت ہو جاتا ہے تو دوسرا بھی اسی کے ساتھ چلا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ اسلام نے حیاء و غیرت پر بے حد زور دیا ہے۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ اسلام برہنہ ہے اور اس کا لباس حیاء و غیرت ہے۔ جس کے پاس حیا نہیں ہے اس کے پاس دین بھی نہیں ہے۔ قیامت اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک بچوں اور عورتوں کی حیا ختم نہ ہو جائے۔

● امام رضاؑ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ ایک منافق نے آپ پر طنز کر دیا کہ آپ کے بعض دوست شراب پیتے ہیں تو آپ فرطِ حیا و غیرت سے پسینہ میں ڈوب گئے۔

کاش! امامؑ سے تمسک رکھنے والے اور ان کی محبت کا دعویٰ کرنے والے اس صورت حال کا صحیح احساس کرتے اور اپنی بداعمالیوں سے امامؑ کو شرمندہ نہ کرتے۔ امام رضاؑ کا دور گذر چکا ہے تو ابھی زمانہ کا ایک امامؑ زندہ موجود ہے اور وہ ہمارے اعمال کو برابر دیکھ رہا ہے، اور اس طنز و طعن کو بھی برابر سن رہا ہے جو دشمنانِ اہلبیتؑ کی طرف سے ہماری بداعمالیوں اور بے عملیوں کی بنا پر ائمہ معصومینؑ پر وارد کیے جا رہے ہیں۔

● صبح سویرے صدقہ دینا شیطان کے شر کو دور کرتا ہے اور سلطان کے شر سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

● جابر بن یزید جعفی سے فرمایا کہ کیا ہماری محبت کے لیے فقط دعوائے محبت کافی ہے؟ ہرگز نہیں۔ واللہ ہمارا شیعہ وہ نہیں ہے جو خدا کی اطاعت نہ کرے اور تقویٰ اختیار نہ کرے۔ جابر! ایک زمانہ تھا جب ہمارے شیعہ تواضع و انکسار، ذکر خدا، نماز و روزہ، خبر گیری ہمسایہ، اعانت فقرا و مساکین و ایتام، تلاوت قرآن سے پہچانے جاتے تھے۔

جابر نے عرض کی کہ حضور آجکل کے دور میں تو ایسے افراد نظر نہیں آتے ہیں۔ فرمایا جابر! بہر حال ہماری محبت کی علامت یہی ہے ورنہ کوئی شخص رسول اکرمؐ سے زبانی محبت کرے اور ان کی سیرت پر عمل نہ کرے تو وہ محبت بھی کارآمد نہیں ہے اگرچہ رسول اکرمؐ کا مرتبہ امیر المومنینؑ سے بالاتر ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

نقشِ
حیات امام جعفر صادقؑ

ولادت: ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ
شہادت: ۲۵ شوال ۱۴۸ھ